دور حاضر میں
دعوت الی الخیر کے کامیاب طریقے
از طرف
عزیز ملت مفتی
محمد عبد العزیز کلیمی
مانک چک، مالدہ
ناشر
سراجیہ دارالاشاعت
بڑابگان، مانک چک، مالدہ

دورحاضر میں

دعوت الی الخیر کے کامیاب طریقے

ازطرف

عزیز ملت

مفتی محمد عبدالعزیزکلیمی

ناشر

سراجیہ دارالاشاعت ۔

بڑابگان، مانک چک، مالدہ، مغربی بنگال

نام کتاب دور حاضر میں دعوت الی الخیر کے کامیاب طریقے

ازطرف عزیز ملت **مفتی محمد عبدالعزیز کلیمی**۔ مانک چک ، مالدہ، مغربی بنگال۔9734135362

خادم مدرسہ غوثیہ فصیحیہ مدینۃ العلوم خالق پور، کلیا چک، مالدہ، مغربی بنگال۔

سن اشاعت ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ مطابق اگست ۲۰۱۷ء

تعداد ۱۱۰۰

کمپوز مرتب بدست خود

قیمت ۲۰ روپئے

ناشر **سراجیہ دارالاشاعت۔**

بڑا ابگان، مانک چک، مالدہ، بنگال۔

9734135362

فہرست مضامین

اسلام میں دعوت وتجارت کی اہمیت۔

نحمدک یااللہ والصلوٰۃوالسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ الک یاشفیعنا یوم الجزا. امابعد.

اسلام میں دعوت وتبلیغ اور تجارت دونوں کی اہمیت مسلم ہے۔اسلام کے روشن ماضی کے اوراق پلٹ کر دیکھیے،آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہمارے اسلاف ان دونوں طاقتوں سے عالم کفر کو فتح کیا،مگراب ان دونوں شعبوں میں بڑی حدتک دوری ہوگئی ہے۔جوداعی ہے وہ تاجر نہیں اور جوتاجر ہے وہ داعی نہیں۔حالانکہ اسلام کی زمینی سچائی یہ ہے کہ معاشی استحکام کے بغیر دعوت وتبلیغ کا آفاقی فریضہ انجام نہیں دیا جاسکتا اور نور اسلام کے بغیر تجارت بے فیض اورضرررساں ہے۔دورحاضر میں دعوت الی الخیر کے سب سے بڑا ذمہ دار علمائے اسلام ہیں لیکن وہ مجبور بایں معنی ہیں کہ معاشی استحکام پاس نہیں اوراس کے فقدان کا سبب بھی خود اپنے سر ہے۔کیوں کہ ہم علماء اپنی قیمتی سے قیمتی زندگی صرف مساجد ومدارس کی دہلیز تک محدود ومقفل گردانتے اور تجارت کو معیوب سمجھنے لگے ہیں۔لیکن اللہ رب العزت نے خود ارشاد فرمایا ہے۔فَاِذَاقُضِيَتِ الصَّلٰوۃُفَانْتَشِرُوافِی الاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔ترجمہ: پھر جب نماز ہوچکے تو زمین میں پھیل جاؤاوراللہ کا فضل تلاش

کرو۔(سورہ جمعہ۱۰)

حضرات گرامی! حضرات انبیاء علیھم السلام کی سیرتوں کا جائزہ لیجئے آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام انبیاء علیھم السلام نے کسب حلال کا کچھ نہ کچھ ذریعہ پاس رکھا۔ چنانچہ ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔ سیدنا حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ سیدنا حضرت ابراھیم علیہ السلام بھی کھیتی باڑی کرتے تھے۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام بھیڑ بکریاں چراتے رہے۔ سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام زِرہ بنا کر گذر اوقات کرتے تھے۔ سیدنا حضرت سلیمان علیہ السلام جو تمام روئے زمین کے بادشاہ تھے درختوں کے پتوں اور چھال سے پنکھے بوریاں اور زنبیل (ٹوکریاں) تیار کر کے گذارہ کرتے تھے۔ (تفسیر عزیزی) خود ہمارے آقا و مولا حامیٔ بیکساں مالک کون و مکاں ﷺ کسب حلال کیلئے جدو جہد فرمائے ہیں۔ حالانکہ ہمارے آقا ﷺ کو کس چیز کی کمی تھی۔ آپ کی شان تو یہ ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
کیوں کہ محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دو جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

مگر صرف اور صرف محنت و مزدوری کرنے والے مفلوک الحال امتوں کو تسلی اور حوصلہ افزائی کیلئے آپ ﷺ نے یہ کام انجام دیا۔

الغرض: اپنے اسلاف کے لیل ونہار کا مطالعہ کر کے ان کے نقوش قدم پر چلنے کی سعئ جمیل کریں۔اور کبھی بھی اپنی زندگی کو محدود،سوچ کر محبوس اور حوصلہ کو لاغر نہ جانیں۔اسی زمین پر ہماری طرح بسر اوقات کرنے والا ہوا میں اُڑ سکتا ہے،زمینی اسباب کو ذریعہ بنا کر چاند پہ جا سکتا ہے۔تو کیا ہم زمین میں رہ کر بساط عالم کے گوشوں تک اپنی آواز نہیں پہنچا سکتیں؟ضرور پہنچا سکتیں،جب آپ کی معاشی حالات مضبوط ومستحکم ہوگی تو ہر طرف سے آپ کو فراوانی حاصل ہوگی۔پھر دینی خدمات کے راستے خود بخود ہموار ہوتے جائیں گے۔جس کا صرف ایک نمونہ کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں۔
عاشق خیر الوریٰ،خادم کوئے رضا،محبّ مصطفٰے جناب سعید احمد نوری (اطال اللہ عمرہ وزید مجدہ) مالک رضا اکیڈمی ممبئی۔جنہوں نے بالخصوص تصنیفی میدان میں بےلوث دینی خدمات انجام دی اور مسلک اعلیٰ حضرت کا جس طرح اشتہار کیا وہ محتاج تعارف نہیں۔انہیں کا کرم ہے کہ آج ہم حضور اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

علماء کی ذمہ داریاں

ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کی نظر دنیا سے آخرت تک وسیع وعمیق ہوتی ہے اسلام کا آفاقی پیغام ایک حساس وباشعور مسلمان کو اس کا اہل بنا دیتا ہے کہ وہ

دنیا بھر کے تغیرات کے علم و مطالعہ کے ساتھ ان کا تجزیہ بھی کرے اور ان کے نتائج و عواقب پر نظر بھی رکھے۔ چنانچہ ہم اسلاف و اکابر کی وراثتوں کے وارث و امین ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ فرض منصبی ہے کہ ہم دین کے ساتھ دنیا پر بھی نظر رکھیں تا کہ اس دنیا کے ہنگاموں کے پیچھے رہ کر اپنے دین کے مطالبات اور اس کے تقاضوں کی تکمیل کر سکیں۔ ہمارا دین دینِ فطرت اور دینِ انسانیت ہے اور ہمارے رسول ﷺ پیغمبر فطرت اور محسن انسانیت ہیں۔ اپنے اس دین اور اپنے عظیم پیغمبر ﷺ کی جانب سے ہمارے اوپر جو ذمہ داری ہوتی ہے، وہ اسلام کے کمال و جامعیت سے دنیا کو روشناس کرانے اور دنیا کی امامت و قیادت کرنے کی ہے اور پیغام نبوت عام کرتے ہوئے دنیا کو اس کی اعتقادی و فکری و آلائشوں سے پاک کر کے اسلام کے خطیرۃ القدس میں لانے اور اس کے دامنِ رحمت میں اسے چھپانے کی ہے۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا قافلہ سالاروں نے اسلامی اخلاق و کردار اور زہد و تقوی سے آراستہ اپنی پاکیزہ زندگی گذارنے کے ساتھ جس طرح علم و فضل اور فکر و فن کی ہر شاخ پر اپنا آشیانہ بنایا ہے اسی طرح پوری بصیرت اور جرأت و استقامت کے ساتھ اپنے وقت کے ہر داخلی و خارجی فتنے کا مقابلہ بھی کیا۔ وہ جہاں تقلید ائمۂ مجتہدین و اتباع متقدمین و سلف صالحین کی چلتی پھرتی تصویر تھے وہیں وہ بے شمار اقوام و ملل، ان کے قدیم و جدید علوم و فنون اور افکار و نظریات کے ہجوم میں خُذْما صفا و دَعْ

ماکدر کے اصول پر عمل پیرا تھے۔ وہ حوادث ومسائلِ جدیدہ پر نظر رکھتے ہوئے ان کا شرعی حل تلاش کیا کرتے تھے اور انہیں صحیح رخ دیتے ہوئے ان سے اوران کے ذریعہ افادہ واستفادہ کی راہیں بھی ہموار کیا کرتے تھے اور اپنے اس عمل سے اس حقیقت کا بھی برملا اظہار واعلان کرتے تھے کہ **من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل** ہم جب ان کے نام لیوا، ان کے پیروکار اوران کی عظمتوں کے علم بردار ہیں تو ہماری زندگی میں بھی ان کے یہ آثار ضرور پائے جانے چاہئیں۔ ہم جب سوادِ اعظم کے دعویدار ہیں بلکہ حقیقی طور پر سوادِ اعظم ہیں اور جمہور امت کی قیادت ورہنمائی کرنا ہمارا اولین فریضہ ہے۔ ان کی ہمہ جہت رہنمائی کا فریضہ انجام دیے بغیر ہمیں یہ زیب نہیں دیگا کہ سوادِ اعظم کی نمائندگی کا تمغۂ اعزاز اپنے سینے پہ چسپاں کریں ۔اسی طرح امتِ اجابت (اہل ایمان واسلام) ہونے کے ناتے ہمارے اوپر یہ مذہبی ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ امتِ دعوت (اہل کفر وشرک) کو حکمۃ وموعظۃ حسنہ کے ساتھ اسلام کے آفاقی پیغام کو شرق وغرب میں پھیلائیں اوراس کے لیئے جو بھی جائز ومناسب اور ضروری وسائل وذرائع ہوں ان کا استعمال کریں۔

اہلِ زمانہ کا محور ''میڈیا''

کی ذہن سازی کے نتیجے میں آج ہماری جدید نسل بڑی تیزی کے ساتھ فکری

ارتداد میں مبتلا ہورہی ہے۔اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ نئی نسل مذہبی کتابوں اور اسلامی جرائد ورسائل سے بے نیاز رہتی ہے، ان کے مشاہدہ ومطالعہ کا محور جدید 'میڈیا' ہے، اس میں جو کچھ اسلام کے حوالے سے آتا ہے وہ اسی کو حق سمجھ لیتی ہے اور اب بڑی تیزی سے یہ نسل غیر شعوری طور پر اسلام کی عظمت سے ناآشنا اور اسکی فکر سے بیزار ہوتی جارہی ہے۔میڈیا میں اسلام کے تعلق سے جن اعتراضات وشبہات کو اٹھایا جاتا ہے۔ان کا جواب وہ عصری تعلیم یافتہ ارباب قلم دیتے ہیں جو خود اسلام کی بنیادی تعلیم سے ناآشنا اور شریعت کی حکمتوں سے ناواقف ہوتے ہیں اور جو علماء معقول جواب دے سکتے ہیں ان تک اعتراضات ہی نہیں پہنچ پاتے۔یہ ایک لمحہ فکریہ ہے اگر علماء اور اہل دانش ربط باہم کے ساتھ میڈیائی چیلنجز کا مقابلہ کریں تو یہ لمحہ فکریہ ختم ہوسکتا ہے اور طوفان کا رخ سمتِ مخالف مڑ سکتا ہے۔اسلام کے تعلق سے علمائے کرام نے دفاع واقدام کے جو گراں قدر کارنامے انجام دیے ہیں وہ بلا شبہ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔لیکن عصر حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کیلئے انہیں ترسیل فکر اور تبلیغ دین کی طرح بدلنی ہوگی اور اسلامی لوازمات کو محفوظ رکھ کر زمانہ کے دوش بدوش چلنا ہوگا۔

یہ کس قدر مضحکہ خیزی ہے کہ اعتراضات ہوتے ہیں ہندی، بنگلہ اور

انگریزی اخبارات میں اورعلمائے کرام گلے پھاڑ پھاڑ کرمحراب ومنبر پر جواب دے کرسمجھتے ہیں کہ ہم اپنی منصبی ذمہ داریوں سے سبک دوش ہوگئے۔ ایک عالم ربانی اور داعی اسلام کی ذمہ داری صرف اتنی ہی نہیں کہ اسکا دائرہ دعوت وتبلیغ صرف مسلم محلوں تک محدود رہے، بلکہ عہد کے چیلنجز کا مقابلہ کرنا بھی اسکی منصبی ذمہ داریوں کا ایک بڑا حصہ ہے۔

اس سلسلے میں خطیبان اسلام بھی بہت اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔وہ بڑے جلسوں اور کانفرنسوں کی ذہن سازی کریں کہ وہ کانفرنس وجلسہ سے پہلے یا بعد میں پریس کانفرنس کا بھی اہتمام کریں اورعلمائے کرام تیاری کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے خطاب کریں، اپنے گراں قدر خیالات پر مشتمل اخبارات کو رپوٹیں جاری کریں۔اس طرح اہل مدارس بھی گاہے بہ گاہے پریس کانفرنسوں کا اہتمام کرتے رہے ابتدا میں کچھ دشواریاں ضرور پیش آئیں گی، لیکن کام کرنے سے کام آتا ہے۔اسی طرح ائمۂ مساجد علمائے کرام بھی اپنے حلقۂ اثر کا استعمال کرکے میڈیا میں حیرت انگیز انقلاب برپا کرسکتے ہیں۔

میڈیا کا تعارف

''MEDIA''اصل میں لاطینی زبان کے لفظ''MEDIUM'' کی جمع

ہےاور"MEDIUM"لاطینی زبان میں اس سامان کوکہاجاتا ہے جوکسی دوسری چیز کوڈھوئے،منتقل کرے،لیکن انگریزی میں لفظ"MEDIA"COLLECTIVE SINGULAR کےطور پراستعمال ہوتا ہے۔یہ ایسے ہی ہے جیسے لفظ"DATA"لاطینی کےلفظ"DATUM"کی جمع ہے۔جس کا مطلب ہوتا ہے وہ چیز جودی جائے،مگرانگریزی میں بطورواحدقبول کیا گیا۔آسان لفظوں میں اس کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے۔" MEDIA IS THE MEAN TO COMMUNICATE THE MASS"یعنی میڈیالوگوں سے رابطے کاایک ذریعہ ہے۔اور جب مطلق لفظ میڈیابولا جاتا ہےتواس سے ذرائع ابلاغ مرادہوتے ہیں۔یعنی اطلاعات وخبررسانی کے ہمہ گیراورمربوط نظام کومیڈیا کہتے ہیں۔

میڈیاکےاقسام

(۱)یوں تو میڈیا کا آغازاخبارات ورسائل کی صورت میں بہت پہلے ہوا ہے اورایک لمبےزمانے تک یہی لوگوں سے رابطے کاواحدذریعہ بنارہااوراپنا کام بحسن خوبی انجام دیتارہا،جدیدتقسیم کےمطابق اسے" PRINT MEDIA"(پرینٹ میڈیا) کہاجاتا ہے۔

(۲) پھر بیسویں صدی میں میڈیا میں اس وقت حیرت انگیز ترقی ہوئی، جب ٹیلی ویژن نے اپنی موجودگی عالم رنگ و بو میں درج کرائی، لیکن یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ اس نے اپنا فرض منصبی کم اور مشرقی تہذیب وتمدن کو ملیامیٹ کرنے اور فحاشی وعریانی کو فروغ دینے کا زیادہ کام کیا۔ یہ قسم ''ELECTRONIC MEDIA''(الکٹرانک میڈیا) کے نام سے جانی جاتی ہے۔(۳) اوراخیر میں موجودہ صدی میں میڈیا کی وہ نوع وجود پزیر ہوئی جسے ہم اور آپ ''SOCIAL MEDIA''(سوشل میڈیا) کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔یعنی فیس بک،ٹویٹر وغیرہ۔اس طرح کی ایجادات کی افادیت سے کسی صاحب خرد کو مجال انکار نہیں، تاہم ہمیں اس تلخ حقیقت کے اعتراف سے منہ نہیں چرانا چاہئے کہ آج مدارس، اسکول، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہی چیزوں میں الجھ کر اپنا مستقبل خود تاریک کررہی ہے، نیز بہت سے فرقہ وارانہ فسادات اسی سوشل میڈیا کے رہین منت ہیں۔

معاشرے میں میڈیا کا کردار

یہ بالکل صحیح ودرست ہے کہ ہر شی کی مثبت اور منفی دو پہلو ہوتے ہیں، اور یہ کلیہ میڈیا پر بھی صادق آتا ہے، لیکن یہ بھی حق ہے کہ آج مسلمانوں کے تیئں

ہندوستانی میڈیا کا منفی کرداراس قدر غالب ہو گیا ہے کہ کچھ لوگ اسے سب وشتم کرنا اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں، تاہم یہ بھی سچائی ہے کہ اس نے بہت سے معاملات میں غیر جانب داررہ کر اپنے مثبت کردار کو اجاگر کیا ہے۔

میڈیا کا منفی رول

یوں تو شروع سے اسلامی مدرسے میڈیا کی نظر میں کانٹا بن کر چبھتے رہے ہیں، مگر پچھلی دہائی سے میڈیا نے ان کے خلاف کھلم کھلا محاذ کھول رکھا ہے۔ مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ بتانا، میڈیا کی دل چسپی کا خاص سامان رہا ہے، مگر شکر ہے اللہ رب العزت کا کہ سرتوڑ کوشش کے باوجود اب تک اسے ثابت کرنے میں میڈیا کو منہ کی کھانی پڑی ہے، پھر بھی اس نے سعی لاحاصل میں کمی نہ کی۔ چنانچہ ۲۴ر فروری ۲۰۰۳ء کے شمارے میں ہندی کے مشہور زمانہ اخبار ''دینک جاگرن'' میں ہردیہ نارائن دیکشت ''مدرسہ تعلیم کے نقصانات'' کے عنوان کے تحت لکھتا ہے۔ ''اسلام اور مدرسہ تعلیم میں قوم ،قومیت اور دیش بھکتی کیلئے کوئی سبق نہیں ہے۔ یہ مدرسے قومیت مخالف پلٹنیں تیار کرنے والے اسکول ہیں۔ آئی ایس آئی، سیمی، القاعدہ جیسی خطرناک تنظیموں اور مدرسہ تعلیم کے مقاصد الگ نہیں ہیں۔ یہ سب اسلامی دنیا کی تعمیر وتشکیل میں لگے ہیں اور ہندوستان ان کا پہلا نشانہ ہے۔ ہندوستان میں نئے اورنگ زیب غوری اور غزنوی پیدا کرنا مدرسہ تعلیم کا مقصد ہے''

(بحوالہ میڈیا روپ اور بہروپ، ص:۶۰-۶۱)

اس طرح کی ہزار ہا مثالیں ہیں، میں نے صرف نمونہ کے طور پر ایک ہی مثال پر اکتفا کیا۔

دعوت الی الخیر کا کامیاب ذریعہ

عہد جدید میں کسی بھی قوم یا ملک کی قوت کا معیار میڈیائی قوت پر منحصر ہے عہد حاضر میں دعوت وتبلیغ اور انسانی ذہن سازی کا بھی یہ سب سے قوی اور برق رفتار ذریعہ ہے۔اس نے پوری دنیا کو ایک گاؤں بنا کر رکھ دیا ہے۔ میڈیا کے ذریعہ پیار محبت کی خوشبو بھی پھیلائی جا سکتی ہے،اور نفرت و بیزاری کی آگ بھی،میڈیا سے حوصلوں کو بلند بھی کیا جا سکتا ہے،اور پست بھی،کسی قوم کی شبیہ خوشنما بھی بنائی جا سکتی ہے اور بدنما بھی،کسی قوم کو نیک نام بھی کیا جا سکتا ہے اور بدنام بھی م،میڈیا سے کسی قوم میں علم وشعور کا اجالا بھی پھیلایا جا سکتا ہے اور جہالت و بے شعوری کا اندھیرا بھی،کسی پست قوم کی عظمتوں کا تاج محل کھڑا بھی کیا جا سکتا ہے اور کسی بلند قوم کی عظمتوں کا تاج محل زمین بوس بھی۔صدی ڈیڑھ صدی پہلے کی بات ہے یہودی روئے زمین کی ذلیل ترین قوم تھی کائنات کا ہر فرد اس سے نفرت کرتا تھا،اس نے آہستہ آہستہ میڈیا پر گرفت بنانے کی کوشش کی اور کامیاب ہوگئی آج دنیا کے کثیر الاشاعت اخبارات وجرائد اور بین الاقوامی نیوز ایجنسیاں یہودیوں کے قبضے میں ہیں یا ان کے زیر اثر افراد کے،اس کا نتیجہ یہ ہے آج عالمی سطح پر ان کے مفادات کو نظر انداز کرنا آسان نہیں۔

ہمارا احساس کب بیدار ہوگا

بساط عالم سے لیکر خاک ہند تک میڈیا پر غیر مسلموں ہی کی بالا دستی حاصل ہے رات کے کسی حصے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کوئی منصوبہ سطح ذہن پر ابھرتا ہے اور سورج کی پہلی کرن پھوٹتے ہی محسوس دنیا کی کناروں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔شاید ہی کوئی ایسا دن گزرتا ہو جس میں مسلمانوں کے کسی حساس مسئلہ پر نشتر نہ چلایا جاتا ہو،کبھی اسلام کا نظریہ جہاد کی غلط تشریح

کی جاتی ہے۔کبھی اسلام کو دہشت گرد مذہب لکھا جاتا ہے،کبھی قرآن کو فتنہ فساد کی کتاب کہا جاتا ہے،کبھی مسائل شریعہ کا مذاق اڑایا جاتا ہے،کبھی خواتین اسلام کو مظلوم کہہ کران پرآٹھ آٹھ آنسوں بہائے جاتے ہیں اور کبھی اظہاررائے کی آزادی کا نام لیکرمحسن انسانیت ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی جاتی ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ میڈیا کے ذریعہ جب بھی مسلمانوں کے کسی عقائدومسائل کی مضحکہ خیزی کی جاتی ہے۔تو ہم سراپااحتجاج بن کر چیخ اٹھتے ہیں۔لیکن یہ ہمارے احتجاجات ومظاہرے مسائل کا حل نہیں، بلکہ سچی بات یہ ہے رقص بسمل کی طرح ہمارے احتجاج واضطراب کا تماشہ دیکھا جاتا ہے،اور دنیا بھر کو دکھایا جاتا ہے۔اوراب مسلسل ان قیامت خیز حالات کو دیکھتے دیکھتے امت مسلمہ کی قوت احساس بھی منجمد ہوتی چلی جارہی ہے۔خدانخواستہ اگر مسلمان اس منزل میں پہنچ گئے کہ ان کے سامنے ان کے دین ومذہب کا مذاق اڑایا جائے اوران کی دینی حمیت اورقوت احساس بیدارنہ ہوتو وہ مسلمانوں کی دینی وملی زندگی کیلئے موت کا پیغام ہوگا۔اب علماءاوراہل مدارس کواس حقیقت سے انحراف نہیں کرنا چاہیئے کہ عہد حاضر میڈیا کا دور ہے۔ الکٹرانک میڈیا کی گھر گھر اجارہ داری ہے۔انٹرنیٹ پراسلام کے خلاف اتنا شرمناک مواد ڈالدیا گیا ہے کہ ہمیں غلبۂ حق کیلئے کئی دہائیوں تک مسلسل سفر طے کرنا پڑے گا،بشرطے کہ جدید اطلاعاتی عالمی نظام پر ہماری گرفت ہو۔

الغرض عصر حاضر میں میڈیا کا بنیادی نقطۂ نظر تجارت وسیاست کا فروغ

ہے۔لیکن اسی کے ساتھ ان جدید ذرائع سے اسلام کا ہمہ گیر پیغام انتہائی برق رفتاری سے دنیا کے کناروں تک بھی پہنچایا جاسکتا ہے۔اگر ہم موجودہ میڈیا کو تبلیغ وتجارت کا ذریعہ بنائیں تو ہم دعوت وتبلیغ اور معاشی استحکام کا ایک نیا جہان آباد کر سکتے ہیں، بلکہ ملکی اور عالمی حالات کا شدید تقاضہ ہے کہ ہم جدید دور جاہلیت کا مقابلہ کرنے کیلئے جدید وسائل کے ساتھ اسلام کی روشن تاریخ کو ایک بار پھر دہرادیں۔اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ مسلمانوں کا اپنا میڈیا سینٹر ہو۔فقط

طالب دعا:

احقر **محمد عبدالعزیز کلیمی**

خادم: مدرسہ مدینۃ العلوم خالتی پور، کلیا چک، مالدہ، بنگال۔

۱۸؍رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۴؍جون ۲۰۱۶ء